27211 ـ کیا وہ رہائش کے لیے واپس کفریہ ملک چلا جائے ؟

سوال

مجھے بہت سے اہل علم نے کفار کے ممالک (امریکہ) میں نہ رہنے کی نصیحت کی ہے، میں عربی ہوں اور ساری عمر امریکہ میں بسر کی ہے، اس وقت ایک اسلامی ملک میں ملازمت کر رہا ہوں، اب میرے لیے یہاں رہنا مشکل ہو رہا ہے (آمدن میں کمی اور رہائش کی مشکلات ہیں) اب میں امریکہ واپس جانے کی سوچ رہا ہوں، اس کا ایک دوسرا بنیادی سبب میری بیوی کی بیماری ہے میں وہاں میری بیوی کا علاج مفت ہو گا.
میری گزارش ہے کہ آپ مجھے قرآن و حدیث کے دلائل کے ساتھ تفصیلا جواب سے نوازیں، کیا میں مشکل میں پڑ کر اسی ملک میں رہوں، یا کہ امریکہ واپس پلٹ جاؤں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اصلا تو مشرکوں کے مابین اور ان کے ملک میں رہنا حرام ہی ہے، جس کے لیے اللہ تعالی نے ان ملکوں سے نکل کر اسلامی ملکوں میں جانا آسان کیا ہو اسے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ بہتر اور اچھی چیز کو چھوڑ کر ادنی اور کم تر چیز اختیار کرے، لیکن اگر اس کے لیے کوئی ایسا عذر ہو جو اسے جائز کر دے تو پھر ٹھیک ہے.

ہم آپ کو بھی وہی نصیحت کرتے ہیں جو دوسروں کے لیے ہے، کہ آپ کفریہ ممالک میں نہ رہیں، لیکن اگر آپ وہاں عارضی طور پر رہنا چاہیں مثلا علاج کے لیے جو اسلامی ملک میں میسر نہیں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں.

آپ کو یہ علم ہونا چاہیے کہ جو کوئی شخص بھی کسی چیز کو اللہ تعالی کے لیے ترک کرتا ہے اللہ تعالی اسے اس کے عوض میں اس سے بھی بہتر عطا فرماتا ہے، اور یہ کہ مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے، اور یہ کہ جو کوئی بھی اللہ تعالی کا تقوی اور پرہیزگاری اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس کے لیے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے، اور اسے رزق بھی وہاں سے دیتا ہے جہاں سے اس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا.

اور یہ بھی اپنے علم میں رکھیں کہ راس المال یعنی اصل مال کی حفاظت کرنا نفع میں خطرہ مول لینے سے بہتر ہے،

اور مسلمان شخص کا راس المال تو اس کا دین ہے، لھذا اسے عارضی اور زائل ہونے والی دنیا کے بدلے اسے اپنے دین میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے.

کفار کے ممالک میں رہنے کے حکم میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کا ایک تفصیلی فتوی ہے، ذیل میں اس میں سے کچھ حصہ ذکر کیا جاتا ہے:

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

کفار کے ممالک میں رہنے میں مسلمان کے لیے اس کے دین، اس کے اخلاق، اس کے سلوک، لین دین، اور آداب و تربیت کو بہت عظیم خطرہ لاحق ہے، ہم نے اور ہمارے علاوہ دوسروں نے بھی مشاہدہ کیا ہے کہ وہاں بسنے والوں کی اکثریت وہاں سے واپس پلٹی تو جو کچھ لے کر گئے تھے اس میں سے بہت کچھ ضائع کردیا، وہ واپس پلٹے تو فاسق بن چکے تھے، اور ان میں سے بعض اپنے دین سے مرتد ہو کر کفر کی حالت میں واپس پلٹے، اور (اللہ کی پناہ) صرف اپنے دین کا ہی انکار نہیں بلکہ سب ادیان کا انکار کرنے لگے.

حتی کہ مطلقا انکار کرنے لگے، اور دین اور دین پر چلنے والے اگلے پچھلے سب کے ساتھ استہزاء اور مذاق کرنے لگے، اور اس لیے ضروری بلکہ یہ فرض ہو جاتا ہے کہ اس سے تحفظ اختیار کیا جائے، اور ایسی شروط وضع کی جائیں جو اس مہلک بیماری میں گرنے سے محفوظ رکھ سکیں.

لھذا کفریہ ممالک میں رہنے کے لیے بنیادی طور پر دو شرطوں کا ہونا ضروری ہے:

پہلی شرط:

وہاں رہنے والا اپنے دین کے متعلق امن میں ہو اور اسے دین کے متعلق کوئی خطرہ لاحق نہ ہو، وہ اس طرح کہ اس کے پاس اتنا علم اور ایمان ہو، اور پختہ عزم ہو جو اسے دین پر ثابت قدم رکھے، اور دین سے انحراف اور کجی سے بچا کر رکھے، اور اس کے باطن میں کفار کی دشمنی اور بغض چھپی ہوئی ہو جو اسے ان کی محبت اور ان سے دوستی کرنے سے دور رکھے.

کیونکہ کفار سے دوستی اور ان سے محبت کرنا ایمان کے منافی ہے.

فرمان باری تعالی ہے:

اللہ تعالى اور آخرت كے دن پر ايمان ركھنے والى قوم كو آپ ان سے محبت كرتے ہوئے نہيں پائيں گے جو اللہ تعالى اور اس كے رسول كے ساتھ دشمنى ركھتے ہيں، اگرچہ وہ ان كے باپ دادا، يا بيٹے، يا ان كے بھائى يا ان كا كنبہ قبيلہ ہى كيوں نہ ہو المجادلۃ (22).

اور ايك دوسرے مقام پر فرمايا:

اے ايمان والو! يہوديوں اور عيسائيوں كو دوست نہ بناؤ، وہ توآپس ميں ايك دوسرے كے دوست ہيں، اور تم ميں جو بھى ان كے ساتھ دوستى كرے گا بلا شبہ وہ انہى ميں سے ہے، يقينا اللہ تعالى ظالموں كى قوم كو ہدايت نصيب نہيں كرتا، آپ ديكھيں گے كہ جن كے دلوں ميں بيمارى ہے وہ دوڑ دوڑ كر ان ميں گھس رہے ہيں اور كہتے ہيں كہ ہميں خطرہ ہے، كہيں ايسا نہ ہو ہميں كوئى حادثہ نہ پيش آجائے، بہت ممكن ہے كہ اللہ تعالى فتح دے دے، يا اپنے پاس سے كوئى اور چيز لائے، پھر تو يہ اپنے دلوں ميں چھپائى ہوئى باتوں پر برى طرح نادم ہونے لگيں گے المائدۃ (51- 52).

اور صحيح بخارى ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے ثابت ہے كہ آپ نے فرمايا:

" جس نے كسى قوم سے محبت كى وہ انہيں ميں سے ہے"

اور ايك روايت ميں ہے:

" آدمى اسى كے ساتھ ہے جس سے اس نے محبت كى"

اور مسلمان شخص كے ليے تو اللہ تعالى كے دشمنوں كى محبت بہت زيادہ خطرناك ہے، كيونكہ ان كى محبت سے ان كى موافقت اور ان كى اتباع و پيروى لازم آتى ہے، يا پھر كم از كم ان كے سامنے انكار نہ كرنا لازم آتا ہے كہ ان كے كفر سے انہيں منع نہيں كيا جا سكتا، اور اسى ليے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جو كوئى بھى كسى قوم سے محبت كرتا ہے وہ انہى ميں سے ہے"

دوسرى شرط:

اس كے ليے اپنے دين كا اظہار كرنا ممكن ہو، وہ اس طرح كہ بغير كسى ممانعت كے وہ اسلامى شعائر پر عمل كر سكتا ہو، اسے نہ تو كوئى نماز كى ادائيگى سے روكے اور اگر اس كے ساتھ نماز ادا كرنے والے ہوں تو انہيں جمعہ اور جماعت كى ادائيگى سے نہ روكے، اور نہ ہى زكاۃ ادا كرنے اور روزے ركھنے اور حج كى ادائيگى سے بھى منع نہ

كيا جاتا ہو، اس كے علاوہ باقی دينی شعائر بھی بجا لانا ممكن ہو.

اگر تو ان شعائر كا بجا لانا ممكن نہ ہو تو پھر اس وقت ہجرت واجب ہوجانے كی بنا پر وہاں رہنا جائز نہيں ہے....

اور شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ تعالی وہاں رہنے والوں كی اقسام بيان كرتے ہوئے كہتے ہيں:

چوتھی قسم:

وہاں كسی خاص اور مباح ضرورت كی بنا پر رہے، مثلا تجارت، يا علاج معالجہ كے ليے، تو بقدر ضرورت وہاں رہنا جائز ہو گا، اہل علم رحمہ اللہ نے تجارت كی بنا پر كفار كے ممالك ميں داخل ہونے كا جواز بيان كيا ہے، اور اس ميں انہوں نے صحابہ كرام رضی اللہ تعالی عنہم سے كئی ايك اثر بھی نقل كيے ہيں.

اور شيخ رحمہ اللہ تعالی ايك اور فتوی ميں كہتے ہيں:

ايك مومن شخص كا دل كس طرح راضی ہو سكتا ہے كہ وہ كفار كے ملك ميں رہائش اختيار كرے، جہاں كفريہ شعائر اور علامات كا اظہار ہوتا ہو، اور اس ميں غير اللہ كا حكم نافذ ہو اور رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم كے علاوہ دوسری كی بات تسليم كی جاتی ہو، اور وہ اس سب كچھ كا اپنی آنكھوں سے مشاہدہ كرتا رہے، اور اپنے كانوں سے سنتا رہے اور اس پر راضی ہو، بلكہ وہ اس ملك كی جانب منسوب بھی ہو اور اس ميں اپنے اہل و عيال كو ركھے، اور وہ اس ملك پر اس طرح مطمئن ہو جس طرح ايك اسلامی ملك پر مطمئن ہوا جاتا ہے، اور اس كے ساتھ ساتھ جو اسے اور اس كی بيوی بچوں كو اور دينی اور اخلاقی طور پر جو خطرہ لاحق ہے.

ديكھيں: مجموع فتاوی الشيخ ابن عثيمين فتوی نمبر (388).

آپ مزيد تفصيل معلوم كرنے كے ليے سوال نمبر (27211) كے جواب ضرور ديكھيں.

واللہ اعلم .